سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

صحابی ابن صحابی، کاتب وامین وحی، خال المومنین، محبوبنا ابوعبدالرحمن، معاویہ بن ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما، قرشی، اُموی کمال فضائل ومناقب رکھتے ہیں۔ اسلام میں اولین منصف بادشاہت کا شرف بھی آپ کے حصے میں آیا ہے۔

۞ عباسی حکمران، قائم بامر اللہ ہاشمی (467ھ) نے تقریبا 430ھ میں ''الاعتقاد القادری'' کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ شائع کیا، جس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق وکافر قرار دیا گیا۔ اس عقیدہ میں یہ بھی ہے:

لَا يَقُولُ فِي مُعَاوِيَةَ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَيَتَرَحَّمُ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ.

''مسلمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا ہے، وہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں دخل نہیں دیتا، بلکہ تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دُعا کرتا ہے۔''

(الاعتقاد القادري، المندرج في المنتظم لابن الجوزي : 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ ابو اسامہ حماد بن اسامہ رحمہ اللہ (م:201ھ) سے پوچھا گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ؟ تو فرمایا:

أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ لَا يُقَاسُ بِهِمْ أَحَدٌ .

''اصحاب رسول ﷺ کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جائے گا۔''

(الشّريعة للآجرّي :2011، جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر : 229/2، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۱۵۸۔۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يَشْتِمُ عُثْمَانَ أَوْ طَلْحَةَ أَوْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَجَّالٌ لَا يُكْتَبُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی رسول کو ہدف تنقید ٹھہرانے والا دجال ہے، اس کی روایت نہیں لکھی جائے گی، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہے۔''

(تاريخ يحيى بن مَعين برواية العبّاس الدّوري : 546/3)

۞ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا زَالَ بِي مَا رَأَيْتُ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ فِي الْفِتْنَةِ، حَتّٰى إِنِّي لَأَتَمَنّٰى أَنْ يَّزِيدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُعَاوِيَةَ مِنْ عُمُرِي فِي عُمُرِهٖ .

''میں فتنہ کے دور میں حالات کا مشاہدہ کرتی رہی، تب میں تمنا کیا کرتی تھی کہ اللہ میری عمر بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگا دے۔''

(الطّبقات لأبي عروبة الحرّاني، ص41، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔سب سے بڑی فضیلت ومنقبت تو شرف صحابیت ہے۔اس کے علاوہ کچھ بھی ثابت نہ ہو،تو بھی یہی فضیلت کافی ہے، کیونکہ ہر صحابی کی الگ الگ معین فضیلت ثابت نہیں۔ صحیح احادیث میں معدودے چند صحابہ کے متعین فضائل مذکور ہوئے ہیں۔ایسا نہیں کہ باقی صحابہ کی کوئی فضیلت تھی ہی نہیں، بلکہ صرف صحابی ہونا ہی فضیلت کے لیے کافی ہے۔

شرف صحابیت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اصل اعزاز ہے،اس کے علاوہ صحیح احادیث سے آپ کے خصوصی فضائل بھی ثابت ہیں۔

بعض حضرات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کرنے کے لیے امام نسائی رحمہ اللہ کی شہادت کے قصے سے دلیل لیتے ہیں، جس میں مذکور ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی نفی کی،لیکن یہ واقعہ بسند صحیح ثابت نہیں ہوسکا۔اس کی سند میں مجہول وغیر معتبر راوی موجود ہیں۔

اسی طرح امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ شَيْءٌ.

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ ثابت نہیں۔“

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 105/59، سِيَر أعلام النّبلاء للذّهبي : 132/3)

یہ قول ثابت نہیں، اس کی سند میں ابو العباس اصم کے والد یعقوب بن یوسف بن معقل، ابوفضل، نیشاپوری کی توثیق نہیں ملی۔بعض کتب میں اس سند سے ابو العباس

اصم کے والد کا واسطہ گر گیا ہے۔

صحیح احادیث کی روشنی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب ملاحظہ ہوں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور کتابت وحی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا:

مُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ؟

''معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتابت وحی کے منصب پر مامور فرما لیں؟''

فرمایا: نَعَمْ . **''جی! ٹھیک ہے۔''**

(صحيح مسلم: 304/2، ح: 2501)

ایک روایت میں ہے:

كَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ . **''آپ کاتب وحی تھے۔''**

(دلائل النبوّة للبيهقي: 243/6، وسندهٗ صحيحٌ)

مُعَافی بن عمران رحمہ اللہ (م: 186/185ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ، صَاحِبُهٗ، وَصِهْرُهٗ، وَكَاتِبُهٗ، وَأَمِينُهٗ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، آپ کے برادرِ نسبتی، آپ کے کاتب اور امین وحی تھے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب: 209/1، تاريخ ابن عساكر: 208/59، البداية والنّهاية لابن كثير: 148/8، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (499۔571ھ) فرماتے ہیں:

أَصَحُّ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ حَدِيثُ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ كَانَ كَاتِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمَ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں صحیح ترین حدیث ابوجمرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے کہ آپ جب اسلام لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب مقرر کر دیئے گئے۔''

(البداية والنّهاية لابن كثير : 128/8)

امام ابومنصور اصبہانی رحمہ اللہ (م:428ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ وَأَمِينُهُ، وَرَدِيفُ رَسُولِ اللّٰهِ، وَخَالُ الْمُؤْمِنِينَ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو وحی الٰہی کے کاتب و امین ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہوئے، آپ مومنوں کے ماموں بھی ہیں۔''

(الحُجّة في بَيان المَحَجّة لقوّام السنّة الأصبهاني :248/1، وسندهٗ صحيحٌ)

علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (م:620ھ) فرماتے ہیں:

خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، وَكَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ، وَأَحَدُ خُلَفَاءِ الْمُسْلِمِينَ.

''معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں، کاتب وحی اور خلیفۃ المسلمین تھے۔''

(لِمعة الإعتقاد، ص 33)

پہلے بحری بیڑے کی کمان اور جہاد فی سبیل اللہ:

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ، قَدْ أَوْجَبُوا.

''میری امت میں پہلا گروہ جو سمندری جہاد کرے گا، اس نے (مغفرت وجنت کو) واجب کرلیا۔'' (صحيح البخاري: 410/1، ح: 2924)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: قَدْ أَوْجَبُوا، أَيْ فَعَلُوا فِعْلًا، وَجَبَتْ لَهُمْ بِهِ الْجَنَّةُ.

''نبی اکرم ﷺ کے فرمان ''واجب کرلیا'' سے مراد ہے کہ انہوں نے وہ کارِخیر سرانجام دیا، جس کی بنا پر ان کے لیے جنت واجب ہوگئی۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري: 103/6)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ، فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقَالَتْ: لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ.

''رسول اللہ ﷺ ایک دن (ام حرام) بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، (اسی حالت میں سو گئے) پھر آپ (بیدار ہوئے اور) مسکرائے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے؟ فرمایا: میری امت کا ایک عظیم الشان گروہ جہاد کے لیے سبز

سمندر کا سفر کرے گا۔ وہ جنت میں تختوں پر براجمان بادشاہوں کی طرح ہوں گے۔'' (صحيح البخاري : 2877، 2878، صحيح مسلم : 1912)

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سمندری جہاد کی سعادت، قیادت اور فضیلت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حصے آئی۔ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ پہلا لشکر، جس نے بحری جہاد کیا، اس کے کمانڈر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث سے آپ رضی اللہ عنہ کی منقبت وفضیلت کو چار چاند لگ گئے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کی سند حاصل ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (368۔463ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ فَضْلٌ لِّمُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، إِذْ جَعَلَ مَنْ غَزَا تَحْتَ رَايَتِهٖ مِنَ الْأَوَّلِينَ، وَرُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، وَحْيٌ.

''اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بوحی الٰہی) ان کی کمان میں جہاد کرنے والوں کو اولین قرار دیا ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔''

(التّمهيد لما في الموطّأ من المعاني والأسانيد :235/1)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

① سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی عَمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا، وَاهْدِهٖ، وَاهْدِ بِهٖ، وَلَا تُعَذِّبْهُ.

''اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ بنا۔ انہیں ہدایت دے

اوران کے ذریعے انسانیت کو ہدایت دے، انہیں عذاب سے بچا۔''

(مسند الإمام أحمد : 216/4، سنن التّرمذي : 3842، وقال : حسنٌ غريبٌ، التّاريخ الكبير للبخاري : 240/5، الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : 1129، الشّريعة للآجرّي : 1914، والسياق له، تاريخ بغداد للخطيب :207/1، 208، وسندهٗ حسنٌ)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قَالَ : فَجَاءَ، فَحَطَأَنِي حَطْأَةً، وَقَالَ : اذْهَبْ، وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ : فَجِئْتُ، فَقُلْتُ : هُوَ يَأْكُلُ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ لِي : اذْهَبْ، فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ : فَجِئْتُ، فَقُلْتُ : هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ : لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ.

''میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پیار سے) میرے کندھوں پر تھپکی لگائی اور فرمایا: جائیں، معاویہ کو بلا لائیں۔ میں آیا، تو معاویہ رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دوبارہ فرمایا: جائیں، معاویہ کو بلا کر لائیں۔ میں دوبارہ گیا، تو وہ ابھی کھانا ہی کھا رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔''

(صحيح مسلم : 325/2، ح : 2604)

یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتی ہے۔ اس سے تنقیص ثابت

نہیں ہوتی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ کلام بطورِ بددعا نہیں، بلکہ بطورِ مزاح اور بطورِ تکیہ کلام تھا۔ کلامِ عرب میں ایسی عبارات کا بطورِ مزاح یا بطورِ تکیہ کلام استعمال ہونا عام بات ہے۔ عربی لغت وادب کے ادنیٰ طلبہ بھی اس سے واقف ہیں۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱-۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَا وَقَعَ مِنْ سَبِّهِ وَدُعَائِهِ وَنَحْوِهِ، لَيْسَ بِمَقْصُودٍ، بَلْ هُوَ مِمَّا جَرَتْ بِهِ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي وَصْلِ كَلَامِهَا بِلَا نِيَّةٍ، كَقَوْلِهِ: تَرِبَتْ يَمِينُكَ، وعَقْرٰى حَلْقٰى، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ: لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ، وَفِي حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ: لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، لَا يَقْصُدُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ حَقِيقَةَ الدُّعَاءِ.

''بعض احادیث میں صحابہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی جو بددعا وغیرہ منقول ہے، وہ حقیقت میں بددعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے، جنہیں عرب بطور تکیہ کلام بولتے ہیں۔ بعض احادیث میں کسی صحابی کو تعلیم دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کا فرمان: تَرِبَتْ يَمِينُكَ ''تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمانا کہ عَقْرٰى حَلْقٰى ''تو بانجھ ہو، تیرے حلق میں بیماری ہو۔'' نیز فرمان کہ: لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ ''تیری عمر زیادہ نہ ہو۔'' اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان کہ: لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ ''اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔'' یہ ساری باتیں اسی

قبیل سے ہیں۔ایسی باتوں سے اہل عرب بددعا مراد نہیں لیتے۔‘‘

(شرح صحيح مسلم : 152/16)

مشہور لغوی، ابو منصور ازہری (م:۳۷۰ھ) ایسے کلمات کے بارے میں مستند لغوی ابو عبید سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هٰذَا عَلٰى مَذْهَبِ الْعَرَبِ فِي الدُّعَاءِ عَلَى الشَّيْءِ مِنْ غَيْرِ إِرَادَةٍ لِّوُقُوعِهٖ، لَا يُرَادُ بِهِ الْوُقُوعَ .

’’ایسی باتیں عرب تہذیب کا حصہ ہیں، وہ کسی کے بارے بددعا کے الفاظ کہتے ہیں، لیکن اس کے وقوع کا ارادہ نہیں کرتے، یعنی بددعا کا پورا ہونا مراد ہی نہیں ہوتا۔‘‘ (تهذيب اللّغة :145/1)

حافظ ابن بطال رحمہ اللہ (م:۴۴۹ھ) ایک عبارت بارے فرماتے ہیں:

هِيَ كَلِمَةٌ لَّا يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ، وَإِنَّمَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَدْحِ، كَمَا قَالُوا لِلشَّاعِرِ، إِذَا أَجَادَ : قَاتَلَهُ اللّٰهُ، لَقَدْ أَجَادَ .

’’اس سے بددعا مراد نہیں ہوتی۔ اسے صرف تعریف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کوئی عمدہ شعر کہے، تو عرب کہتے ہیں: قَاتَلَهُ اللّٰهُ ’’اللہ تعالیٰ اسے مارے‘‘، اس نے عمدہ شعر کہا۔‘‘

(فتح الباري شرح صحيح البخاري لابن بطال : 329/9)

صحیح مسلم کی حدیث اسی مفہوم کی موید ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيمَةٌ، وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ، فَرَآى رَسُولُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيمَةَ، فَقَالَ : آنْتِ هِيَهْ؟ لَقَدْ كَبِرْتِ، لَا كَبِرَ سِنُّكِ، فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ : مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتِ الْجَارِيَةُ : دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنِّي، فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا، أَوْ قَالَتْ : قَرْنِي، فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوثُ خِمَارَهَا، حَتّٰى لَقِيَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيمَتِي، قَالَ : وَمَا ذَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ قَالَتْ : زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنُّهَا، وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا، قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ : يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلٰى رَبِّي، أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّي، فَقُلْتُ : إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، أَرْضٰى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ، مِنْ أُمَّتِي، بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، أَنْ يَّجْعَلَهَا لَهٗ طَهُورًا وَّزَكَاةً، وَقُرْبَةً يُّقَرِّبُهٗ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بچی تھی۔ رسولِ

اکرم ﷺ نے اسے دیکھا، تو فرمایا: تو ہے؟ تو تو بڑی ہوگئی ہے۔ تیری عمر بڑی نہ ہو۔ یہ سن کر وہ بچی روتی ہوئی سیدہ ام سلیم کی طرف دوڑی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: بیٹی! کیا ہوا؟ کہا: میرے بارے رسول اللہ ﷺ نے بددعا کی ہے کہ میری عمر نہ بڑھے۔ اب تو میری عمر نہیں بڑھے گی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا جلدی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچیں، آپ کی چادر زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام سلیم! کیا ہوا؟ عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ نے اس بچی کے لیے بددعا فرمائی ہے؟ فرمایا: بات کیا ہے؟ عرض کیا: یہ کہتی ہے کہ آپ نے اسے عمر نہ بڑھنے کی بددعا دی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ام سلیم! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنے رب سے یہ شرط منظور کرائی ہے اور دُعا کی ہے کہ میں ایک انسان ہوں، انسانوں کی طرح راضی بھی ہوتا ہوں ناراض بھی۔ لہٰذا اپنے جس امتی کے لیے بھی ایسی بددعا کردوں، جس کا وہ مستحق نہ ہو، تو اس بددعا کو اس کے گناہوں سے پاکیزگی اور طہارت بنادے، نیز اس بددعا کو روزِ قیامت اپنے تقرب کا ذریعہ بنادے۔''

(صحیح مسلم: 2603)

اب کوئی بتائے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس بچی کو کسی ناراضی یا غصہ کی بنا پر یہ الفاظ کہے تھے، جو اس بچی اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے لیے پریشانی کا سبب بن گئے؟ اور کیا ان الفاظ سے اس بچی کی تنقیص ہوتی ہے؟ خود رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہ الفاظ بطورِ بددعا نہیں تھے اور ایسے الفاظ سننے والے کے لیے یقیناً پریشانی

کا سبب بن جاتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا بھی کر دی کہ اللہ تعالیٰ ایسے الفاظ کو مخاطبین کے لیے اجر و ثواب اور اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی حدیث کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ.

''اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے۔''

یوں یہ الفاظ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے باعث تقربِ الٰہی اور باعث منقبت وفضیلت ہیں۔ علمائے اہل سنت واہل حق کا یہی فہم ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَكَّبَ مُسْلِمٌ مِّنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ فَضِيلَةٌ لِّمُعَاوِيَةَ.

''امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ حدیث پہلی حدیث کے متصل بعد ذکر کی ہے۔ یوں اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔''

(البداية والنّهاية : 119/8)

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱-۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ فَهِمَ مُسْلِمٌ رَّحِمَهُ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَكُنْ مُّسْتَحِقًّا لِّلدُّعَاءِ عَلَيْهِ، فَلِهٰذَا أَدْخَلَهٗ فِي هٰذَا الْبَابِ، وَجَعَلَهٗ غَيْرُهٗ مِنْ مَّنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهٗ فِي الْحَقِيقَةِ يَصِيرُ دُعَاءً لَهٗ.

’’امام مسلم رحمہ اللہ اس حدیث سے یہ سمجھے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بددعا کے مستحق نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہ حدیث اس باب میں ذکر کی ہے۔ امام مسلم کے علاوہ دیگر اہل علم نے بھی یہ حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کی ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ حقیقت میں ان کے لیے دعا بن گئے تھے۔‘‘(شرح صحیح مسلم: 156/16)

یہ تو بات تھی ان الفاظ کے بارے میں، جو بطور مدح و تکیہ کلام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے صادر ہوئے، جبکہ معاملہ اس سے بھی کہیں آگے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام کے لیے بتقاضائے بشریت حقیقی بددعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس بددعا کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی وجہ سے ان کے لیے باعث رحمت بنا دیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهٗ، أَوْ لَعَنْتُهٗ، أَوْ جَلَدْتُهٗ، فَاجْعَلْهَا لَهٗ زَكَاةً وَّرَحْمَةً.

’’اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو میں بُرا بھلا کہوں، بددعا کروں یا کوڑے ماروں، تو انہیں اس کے لیے پاکیزگی اور رحمت بنا دے۔‘‘

(صحیح مسلم: 2601/89)

صحیح مسلم (۲۶۰۱/۹۱) میں ہے:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ، يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، وَإِنِّي قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهٗ،

أَوْ سَبَبْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً، وَقُرْبَةً، تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''اے اللہ! بلاشبہ محمد (ﷺ) بشر ہیں، انہیں انسانوں کی طرح غصہ آجاتا ہے۔ میں نے تجھ سے ایسا وعدہ لیا ہوا ہے، جسے تو نہیں توڑے گا۔ وہ یہ ہے کہ جس مومن کو میں تکلیف دوں، اسے برا بھلا کہوں یا اسے کوڑے ماروں، تو ان چیزوں کو اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور روزِ قیامت اس کے لیے اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ، فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ، لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَأَغْضَبَاهُ، فَلَعَنَهُمَا، وَسَبَّهُمَا، فَلَمَّا خَرَجَا، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا، مَا أَصَابَهُ هٰذَانِ، قَالَ : وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ : قُلْتُ : لَعَنْتَهُمَا وَسَبَبْتَهُمَا، قَالَ : أَوَ مَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّي؟، قُلْتُ : اللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ لَعَنْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّأَجْرًا .

''دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے کوئی بات کی، میں وہ بات سمجھ نہیں پایا۔ ان کی بات سے آپ ﷺ

کو غصہ آ گیا۔ آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور بددعا دی۔ جب وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس سے چلے گئے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اتنی تکلیف بھی کسی کو پہنچی ہو گی، جتنی ان کو پہنچی ہے؟ فرمایا: کیا مطلب؟ عرض کیا: آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور بددعا دی۔ فرمایا: کیا آپ کو وہ شرط معلوم ہے، جو میں نے اپنے رب سے منوائی ہے؟ وہ یہ کہ اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو بددعا دوں یا برا بھلا کہوں، تو اسے اس کے لیے گناہوں سے پاکیزگی اور اجر کا باعث بنا دے۔''

(صحیح مسلم: 2600)

ثابت ہوا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے غصہ میں کسی کے لیے حقیقی بددعا بھی کر دی، تو وہ بھی اس کے لیے اجر وثواب اور مغفرت وتقرب الٰہی کا باعث بن گئی ہے۔ جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ناراض ہونے کی کوئی دلیل بھی نہیں۔

بالفرض یہ مان لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاخیر کی بنا پر غصہ میں یہ الفاظ کہے، تو بھی ہماری ذکر کردہ احادیث کی روشنی میں یہ الفاظ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت اور تقربِ الٰہی کی بین دلیل ہیں۔

حدیث کا سیاق بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت پر دلالت کرتا ہے، مسند طیالسی (۲۸۶۹، وسندہ صحیح) میں اسی حدیث کے الفاظ ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ، يَكْتُبُ لَهٗ.

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کے

لیے وحی کی کتابت کریں۔“

اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونا ثابت ہو رہا ہے، جو کہ باجماعِ امت بہت بڑی فضیلت، منقبت اور شرف ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (۴۹۹۔۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں مروی صحیح ترین حدیث یہی ہے۔“

(تاريخ دِمَشق : 106/59، البداية والنّهاية لابن كثير : 131/8)

ناصر السنۃ، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (۱۳۳۲۔۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يَسْتَغِلُّ بَعْضُ الْفِرَقِ هٰذَا الْحَدِيثَ، لِيَتَّخِذُوا مِنْهُ مَطْعَنًا فِي مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلَيْسَ فِيهِ مَا يُسَاعِدُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، كَيْفَ؟ وَفِيهِ أَنَّهٗ كَانَ كَاتِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ .

”بعض گمراہ فرقے اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس حدیث کا کوئی پہلو ان گمراہوں کی تائید نہیں کرتا۔ اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کیسے ثابت ہوگی، اس میں تو یہ ذکر ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے؟“

(سِلسلة الأحاديث الصّحيحة وشيء من فقهها وفوائدها : 82)

اتنی تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کی دلیل نہ مانے، تو وہ سخت خطا کا مرتکب ہے۔

③ سیدنا عرباض بن ساریہ سُلَمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے سنا:

أَللّٰهُمَّ! عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابِ، وَقِهِ الْعَذَابَ .

''اللہ! انہیں قرآن کی تفسیر اور حساب سکھا دے اور عذاب سے بچا لے۔''

(مسند أحمد : 127/4، الشّريعة للآجرّي : 1970-1973، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۹۳۸) اور ابن حبان (۷۲۱۰) رحمہما اللہ نے صحیح کہا ہے۔

حارث بن زیاد شامی جمہور محدثین کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لِلْحَدِيثِ شَاهِدٌ قَوِيٌّ .

''اس حدیث کا ایک قوی شاہد بھی موجود ہے۔''

(سِيَر أعلام النبلاء : 124/3)

اس کا شاہد مسند الشامیین للطبرانی (۳۳۳ سندہ حسن) میں موجود ہے۔

علم، فقہ اور خوبیاں:

ابن ابوملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ : هَلْ لَّكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ؟ فَإِنَّهٗ مَا أَوتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ : أَصَابَ، إِنَّهٗ فَقِيهٌ .

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے صرف ایک رکعت وتر ادا کیا ہے، تو فرمایا: درست کیا، وہ فقیہ ہیں۔'' (صحيح البخاري : 3765)

ایک روایت میں ہے:

أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِّابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: دَعْهُ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز عشا کے بعد ایک وتر ادا فرمایا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام ان کے پاس تھا۔ وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا (اور یہ بات بتائی)، تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔''

(صحيح البخاري :351/1، ح : 3764)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ عُثْمَانَ أَقْضٰى بِحَقٍّ مِّنْ صَاحِبِ هٰذَا الْبَابِ، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

''میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حق کے مطابق فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 161/59، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أَسْوَدَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر شان وشوکت والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 173/59، وسندہٗ حسنٌ)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰه مِنْ أَمِيرِكُمْ هٰذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(الفوائد المنتقاۃ للسمرقندي : 67، وسندہٗ صحیحٌ)

ربیع بن نافع حلبی رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ سِتْرٌ لِّأَصْحَابِ النَّبِيِّ، فَإِذَا كَشَفَ الرَّجُلُ السِّتْرَ اجْتَرَأَ عَلٰى مَا وَرَاءَهٗ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کے لیے پردہ ہیں۔ جب کوئی پردہ ہٹا دیتا ہے، تو پردے کے پیچھے والی چیزوں پر جسارت کرنے لگتا ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب :209/1، تاریخ ابن عساکر : 209/59، وسندہٗ حسنٌ)

امام محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ (۵۸۔۱۲۴ھ) فرماتے ہیں:

عَمِلَ مُعَاوِيَةُ بِسِيرَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ سِنِينَ، لَا يَخْرِمُ مِنْهَا شَيْئًا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سالہا سال سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل کیا۔ اس میں ذرا برابر کوتاہی نہیں کی۔''

(السنّة لأبي بكر الخلّال: 683، وسندهٗ صحيحٌ)

ابومسلم خولانی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ! فَلَا وَاللّٰهِ، مَا أَبْغَضْنَاكَ مُنْذُ أَحْبَبْنَاكَ، وَلَا عَصَيْنَاكَ مُنْذُ أَطَعْنَاكَ، وَلَا فَارَقْنَاكَ مُنْذُ جَامَعْنَاكَ، وَلَا نَكَثْنَا بَيْعَتَنَا مُنْذُ بَايَعْنَاكَ، سُيُوفُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا، إِنْ أَمَرْتَنَا أَطَعْنَاكَ، وَإِنْ دَعَوْتَنَا أَجَبْنَاكَ، وَإِنْ سَبَقْتَنَا أَدْرَكْنَاكَ، وَإِن سَبَقْنَاكَ نَظَرْنَاكَ .

''اللہ کی قسم! جب سے آپ سے محبت کی ہے، آپ سے بغض نہیں کیا، جب سے آپ کی اطاعت میں آئے، نافرمانی نہیں کی۔ جب سے ملے ہیں، آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ جب سے آپ کی بیعت کی، بیعت نہیں توڑی۔ ہماری تلواریں کندھوں پر ہیں، اگر آپ کا حکم ہوا، تو ہم سرمو انحراف نہیں کریں گے۔ آپ نے پکارا، تو لبیک کہیں گے۔ آپ ہم سے آگے نکل گئے، تو ہم آپ کے پیچھے جائیں گے اور اگر ہم آگے نکل گئے، تو آپ کا انتظار کریں گے۔''

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح: 330، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلافت وملوکیت:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، مَلِكُ الْإِسْلَامِ .

''امیر المومنین اور شاہِ اسلام۔'' (سِيَر أعلام النّبلاء: 3/120)

حبر امت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخْلَقَ لِلْمُلْكِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ .

''میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بادشاہت کے زیادہ لائق کوئی نہیں دیکھا۔''

(الأمالي من آثار الصّحابة للإمام عبد الرزّاق : 97، السنّة لأبي بكر الخلّال : 637، مجموع فيه مصنفات لأبي العبّاس الأصم : 578(162)، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكُمْ فِي نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَسَتَكُونُ خِلَافَةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخُمُورَ، وَيَلْبِسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذٰلِكَ يُنْصَرُونَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ .

''آپ نبوت اور رحمت کے دور میں ہیں، عنقریب خلافت اور رحمت ہو گی، پھر ایسا اور ایسا ہو گا (بادشاہت اور رحمت آئے گی)، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت آئے گی۔ لوگ شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے، لیکن اس کے باوجود قیامت تک ایک طائفہ منصورہ بھی موجود رہے گا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 345/6، ح : 6581، وسندهٗ حسنٌ)

خلافت کے بعد ایک خاص زمانہ ہے، جسے (کذا وکذا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کا زمانہ۔ اس کے بعد جا کر کاٹ کھانے والی ملوکیت کا دور شروع ہو گا۔ لہٰذا جن روایات میں خلافت کے بعد ملک عضوض کا ذکر

ہے، وہ اختصار پر مبنی ہیں۔ اس کی تائید ایک دوسری صریح حدیث سے ہوتی ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ إِمَارَةً وَّرَحْمَةً .

''پہلے نبوت اور رحمت ہے، پھر خلافت اور رحمت ہوگی، پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی، پھر امارت اور رحمت ہوگی۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 88/11، ح : 11138، السّلسلة الصّحيحة : 3270، وسندهٗ حسنٌ)

اس کی تائید اجماعِ امت سے ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ نُبُوَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً، وَكَانَتْ خِلَافَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَكَانَتْ إِمَارَةُ مُعَاوِيَةَ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، وَبَعْدَهٗ وَقَعَ مُلْكٌ عَضُوضٌ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، نبوت و رحمت تھی۔ خلفائے راشدین کی خلافت، خلافت نبوت اور رحمت تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت رحمت والی بادشاہت تھی۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت شروع ہوگئی۔''

(جامع المسائل : 154/5)

نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مُعَاوِيَةَ أَفْضَلُ مُلُوكِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ الْأَرْبَعَةَ قَبْلَهٗ كَانُوا خُلَفَاءَ نُبُوَّةٍ، وَهُوَ أَوَّلُ الْمُلُوكِ، كَانَ مُلْكُهٗ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ ...... وَكَانَ فِي مُلْكِهٖ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْحُلْمِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِينَ مَا يُعْلِمُ أَنَّهٗ كَانَ خَيْرًا مِّنْ مُلْكِ غَيْرِهٖ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے افضل بادشاہ تھے۔آپ سے پہلے چاروں حکمران خلفائے نبوت تھے۔آپ ہی سب سے پہلے بادشاہ ہوئے۔آپ کی حکمرانی باعث رحمت تھی،جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔آپ کی بادشاہت مسلمانوں کے لیے اتنی فائدہ مند تھی اور اس میں اتنی رحمت و برکت تھی کہ اس کے دنیا کی سب سے اچھی بادشاہت ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 478/4)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وملوکیت باعث رحمت تھی۔ ملوکیت عضوض (کاٹ کھانے والی بادشاہت) آپ کے دور اقتدار کے بعد شروع ہوئی۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۳۱۔۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ خَيْرُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ.

''مسلمانوں کے سب سے پہلے اور افضل بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔''

(شرح العقیدۃ الطّحاویۃ، ص 722)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰۔۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الرَّعَايَا عَلٰى بَيْعَتِهٖ فِي سَنَةِ إِحْدٰى وَأَرْبَعِينَ، كَمَا قَدَّمْنَا، فَلَمْ يَزَلْ مُسْتَقِلًّا بِالْأَمْرِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ إِلٰى هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهٗ، وَالْجِهَادُ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ قَائِمٌ، وَكَلِمَةُ اللّٰهِ عَالِيَةٌ، وَالْغَنَائِمُ تَرِدُ إِلَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ الْأَرْضِ، وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهٗ فِي رَاحَةٍ وَّعَدْلٍ، وَصَفْحٍ وَّعَفْوٍ.

''تمام رعایا نے 41ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اجماع کیا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے، آپ رضی اللہ عنہ اپنی وفات (60 ہجری) تک خود مختار حکمران رہے۔ آپ کے دور میں دشمنانِ اسلام کے علاقوں میں جہاد جاری تھا، کلمۃ اللہ بلند تھا اور اطراف زمین سے مالِ غنیمت آ رہا تھا۔ مسلمان آپ کی حکومت میں خوش وخرم تھے، انہیں عدل وانصاف مہیا تھا اور عفو ودرگزر کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔'' (البداية والنّهاية : 119/8)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا﴾

(بني إسرائيل : 33)

''جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے۔''

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَدْ أَخَذَ الْإِمَامُ الْحَبْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ مِّنْ عُمُومِ هٰذِهِ الْآيَةِ

الْكَرِيمَةِ وِلَايَةَ مُعَاوِيَةَ السَّلْطَنَةَ، أَنَّهُ سَيَمْلِكُ، لِأَنَّهُ كَانَ وَلِيَّ عُثْمَانَ.

''حبر امت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کے عموم سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولایت ثابت کی ہے کہ وہ عنقریب حکمران بنیں گے، کیونکہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے۔''

(تفسير ابن كثير: 142/4، بتحقيق عبد الرزّاق المهدي)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ بات بلا دلیل نہیں، یہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

زہدم بن مضرب جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي سَمَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيثٍ، لَيْسَ بِسِرٍّ وَّلَا عَلَانِيَةٍ، إِنَّهُ لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ هٰذَا الرَّجُلِ مَا كَانَ، يَعْنِي عُثْمَانَ، قُلْتُ لِعَلِيٍّ: اعْتَزِلْ، فَلَوْ كُنْتَ فِي جُحْرٍ طُلِبْتَ حَتّٰى تُسْتَخْرَجَ، فَعَصَانِي، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَيَتَأَمَّرَنَّ عَلَيْكُمْ مُعَاوِيَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾(الإسراء: 33)

''ہم سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس رات کی محفل میں شریک ہوئے۔ انہوں نے فرمایا: میں آپ کو ایسی بات بیان کرنے والا ہوں، جو نہ مخفی ہے، نہ ظاہر۔ جب عثمان (رضی اللہ عنہ کی شہادت) کا معاملہ ہوا، تو میں

نے علی (رضی اللہ عنہ) سے کہا: اس معاملے سے دُور رہیں، اگر آپ کسی بِل میں بھی ہوں گے، تو (خلافت کے لیے) آپ کو تلاش کر کے نکال لیا جائے گا، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ اللہ کی قسم! معاویہ (رضی اللہ عنہ) ضرور حکمران بنیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾ (الاسراء: 17: 33)

''جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے، وہ قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے، اس کی ضرور مدد کی جائے گی۔''

(المعجم الكبير للطّبراني :320/10، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن سعد رحمہ اللہ (۱۶۸۔۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ وِلَايَتُهُ عَلَى الشَّامِ عِشْرِينَ سَنَةً أَمِيرًا، ثُمَّ بُويِعَ لَهُ بِالْخِلَافَةِ، وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَلَمْ يَزَلْ خَلِيفَةً عِشْرِينَ سَنَةً حَتّٰى مَاتَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ، لِلنِّصْفِ مِنْ رَجَبٍ، سَنَةَ سِتِّينَ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیس سال تک شام کے گورنر رہے، پھر ان کی خلافت پر بیعت ہو گئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت مسلمہ کا ان پر اتفاق ہوا۔ وہ بیس سال خلیفہ رہے آخر 15 رجب، 60 ہجری کو جمعرات کی رات وفات پا گئے۔'' (الطّبقات الكبرىٰ: 285/7)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن:

بعض لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں، حالانکہ صحابہ کرام کو برا کہنے والا خود برا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے:

لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي .

''میرے کسی صحابی کو برا نہ کہو۔'' (صحیح مسلم: 2541)

امام حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

عَلٰی أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ، لَعْنَةُ اللّٰهِ .

''ان لعنت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر: 206/59، وسندہٗ صحیحٌ)

ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ضَرَبَ إِنْسَانًا قَطُّ، إِلَّا إِنْسَانًا شَتَمَ مُعَاوِيَةَ، فَإِنَّهٗ ضَرَبَهٗ أَسْوَاطًا .

''میں نے امام عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو کبھی کسی انسان کو مارتے ہوئے نہیں دیکھا، انہوں نے صرف اس شخص کو کوڑے مارے، جس نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا تھا۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر: 211/59، وسندہٗ حسنٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٦٦١ - ٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّعَنَهُمْ، فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ .

''جس نے صحابہ پر لعنت کی، وہ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 66/35)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ لَّعَنَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ، كَمُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَنَحْوِهِمَا، فَإِنَّهٗ مُسْتَحِقٌّ لِّلْعُقُوبَةِ الْبَلِيغَةِ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الدِّينِ .

''جو سیدنا معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہما صحابہ پر لعنت کرتا ہے، وہ باتفاقِ ائمہ دین سخت سزا کا مستحق ہے۔''(مجموع الفتاوٰی : 58/35)

مزید فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ لَمْ يَدَّعِ الْخِلَافَةَ، وَلَمْ يُبَايَعْ لَهٗ بِهَا حِيْنَ قَاتَلَ عَلِيًّا، وَلَمْ يُقَاتِلْ عَلٰى أَنَّهٗ خَلِيفَةٌ، وَلَا أَنَّهٗ يَسْتَحِقُّ الْخِلَافَةَ، وَيُقِرُّونَ لَهٗ بِذٰلِك، وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ يُقِرُّ بِذٰلِكَ لِمَنْ سَأَلَهٗ عَنْهُ، وَلَا كَانَ مُعَاوِيَةُ وَأَصْحَابُهٗ يَرَوْنَ أَنْ يَبْتَدُوا عَلِيًّا وَّأَصْحَابَهٗ بِالْقِتَالِ وَلَا يَعْلُوا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت طلب نہیں کی تھی، نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کے وقت ان کی خلافت پر بیعت کی گئی تھی۔ انہوں نے اس بنا پر لڑائی نہیں کی تھی کہ وہ خلیفہ ہیں یا خلافت کے مستحق۔ البتہ صحابہ کرام

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اقراری تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا جاتا، تو وہ ان کی خلافت کا اقرار کرتے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے لڑائی کرنے یا ان پر غلبہ حاصل کرنے کے خواہاں نہیں تھے۔‘‘

(مجموع الفتاویٰ: 72/35)

فائدہ: عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ وَافِدًا عَلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ دَعَاهُ فَأَخْلَاهُ، فَقَالَ: يَا مِسْوَرُ! مَا فَعَلَ طَعْنُكَ عَلَى الْأَئِمَّةِ؟ فَقَالَ الْمِسْوَرُ: دَعْنَا مِنْ هٰذَا، وَأَحْسِنْ فِيمَا قَدَّمْنَا لَهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا، وَاللّٰهِ! وَلَتُكَلِّمَنَّ بِذَاتِ نَفْسِكَ، وَالَّذِي تَعِيبُ عَلَيَّ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَلَمْ أَتْرُكْ شَيْئًا أَعِيبُهُ عَلَيْهِ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا بَرِيَ مِنَ الذَّنْبِ، فَهَلْ تَعُدُّ يَا مِسْوَرُ! مَا نَلِي مِنَ الْإِصْلَاحِ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا؟ أَمْ تَعُدُّ الذُّنُوبَ وَتَتْرُكُ الْحَسَنَاتِ؟ قَالَ الْمِسْوَرُ: لَا، وَاللّٰهِ! مَا نَذْكُرُ إِلَّا مَا تَرٰى مِنْ هٰذِهِ الذُّنُوبِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَإِنَّا نَعْتَرِفُ لِلّٰهِ بِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْنَاهُ، فَهَلْ لَّكَ يَا مِسْوَرُ!

ذُنُوبٌ فِي خَاصَّتِكَ، تَخْشٰى أَنْ تُهْلِكَكَ إِنْ لَّمْ يَغْفِرْهَا اللّٰهُ؟ قَالَ مِسْوَرٌ : نَعَمْ، قَالَ مُعَاوِيَةُ : فَمَا يَجْعَلُكَ أَحَقَّ أَنْ تَرْجُوَ الْمَغْفِرَةَ مِنِّي؟ فَوَاللّٰهِ لَمَا أَلِي مِنَ الْإِصْلَاحِ أَكْثَرَ مِمَّا تَلِي، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا أُخَيَّرُ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ غَيْرِهٖ، إِلَّا اخْتَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى مَا سِوَاهُ، وَإِنَّا عَلٰى دِينٍ يَّقْبَلُ اللّٰهُ فِيهِ الْعَمَلَ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالْحَسَنَاتِ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالذُّنُوبِ، إِلَّا أَنْ يَّعْفُوَ عَمَّنْ يَّشَاءُ، فَأَنَا أَحْتَسِبُ كُلَّ حَسَنَةٍ عَمِلْتُهَا بِأَضْعَافِهَا، وَأُوَازِي أُمُورًا عِظَامًا لَّا أُحْصِيهَا وَلا تُحْصِيهَا، مِنْ عَمَلٍ لِلّٰهِ فِي إِقَامَةِ صَلَوَاتِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالْحُكْمِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَالْأُمُورِ الَّتِي لَسْتَ تُحْصِيهَا وَإِنْ عَدَدْتُّهَا لَكَ، فَتَفَكَّرْ فِي ذٰلِكَ، قَالَ الْمِسْوَرُ : فَعَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ خَصَمَنِي حِينَ ذَكَر لِي مَا ذَكَرَ، قَالَ عُرْوَةُ : فَلَمْ يَسْمَعِ الْمِسْوَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ يُذْكَرُ مُعَاوِيَةُ إِلَّا اسْتَغْفَرَ لَهٗ .

''سیدنا مِسْوَر بن مَخرَمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر گئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا کام کر دیا، پھر انہیں علیحدہ بلا کر فرمایا: مسور! حکمرانوں پر آپ کی عیب جوئی کا کیا بنا؟

سیدنا مِسوَر کہنے لگے: اس بات کو چھوڑیں اور ہمارے موجودہ طرزِ عمل کی بنا پر ہم سے حسن سلوک روا رکھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! آپ کو ضرور اپنے دل کی بات کہنا ہوگی اور اپنے خیال کے مطابق میرے عیوب بیان کرنا ہوں گے۔ سیدنا مِسور کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دل کی تمام بھڑاس نکال ڈالی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی انسان (ماسوائے انبیائے کرام) غلطی سے معصوم نہیں۔ مسور! عوام کے معاملے میں جو اصلاحات ہم نے کی ہیں، کیا آپ انہیں کچھ وقعت دیتے ہیں؟ نیکی تو دس گنا شمار ہوتی ہے۔ کیا آپ غلطیوں کو شمار کرتے ہیں اور نیکیوں سے صرف نظر کرتے ہیں؟ سیدنا مِسور رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو صرف ان غلطیوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو نظر آتی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ہر اس غلطی کا اعتراف کرتے ہیں، جو ہم سے ہوئی، لیکن مسور! کیا آپ سے اپنے خاص لوگوں کے بارے میں کوئی ایسی غلطی نہیں ہوئی، جس کو اگر اللہ معاف نہ کرے، تو آپ کو اپنی ہلاکت کا ڈر ہو؟ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بالکل ہم سے ایسی غلطیاں ہوئی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ کو اپنے بارے میں مجھ سے بڑھ کر مغفرت کی امید کیوں ہے؟ اللہ کی قسم! میں آپ سے بڑھ کر اصلاح کی کوشش میں رہتا ہوں اور اگر مجھے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی نافرمانی میں سے انتخاب کا اختیار دیا جائے، تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو ترجیح دوں گا۔ ہم ایسے دین کے پیروکار ہیں، جس کے

مطابق اللہ عمل کو قبول کرتا ہے، نیکی کی جزا دیتا ہے اور برائی کی سزا دیتا ہے، ہاں جسے چاہے معاف بھی کر دیتا ہے۔ میں نے جو بھی نیکیاں کی ہیں، مجھے ان کے کئی گنا ثواب کی امید ہے اور میں ان امور کو سامنے رکھتا ہوں، جنہیں نہ میں شمار کر سکتا ہوں، نہ آپ، مثلاً اللہ کی رضا کے لیے مسلمانوں میں نظام صلاۃ کا قیام، اللہ کے راستے میں جہاد، اللہ کے نازل کردہ نظام کا نفاذ اور اسی طرح کے دوسرے امور جن کو میں ذکر بھی کروں، تو آپ شمار نہیں کر پائیں گے۔ اس بارے میں غور کریں۔ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے معلوم ہو گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بیان کر کے مجھے (میرے خیالات کو) مات دے دی ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب بھی سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا، انہوں نے ان کے لیے استغفار فرمایا۔''

(تاریخ بغداد للخطیب :223/1، وسندهٗ صحیحٌ)

قوام السنہ ابوالقاسم اصبہانی رحمہ اللہ (535ھ) لکھتے ہیں:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِيُّونَ، وَيُتَرَحَّمُ عَلٰى جَمِيعِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى طَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، وَعَائِشَةَ، وَعَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَأَصْحَابِ الْجَمَلِ،

وَصِفِّينَ الْقَاتِلِينَ، وَالْمَقْتُولِينَ وَجَمِيعِ مَنْ قَعَدَ عَنِ الْقِتَالِ مِثْلُ : أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَلٰى جَمِيعِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

''رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ہیں۔ سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ، سیدنا عمار بن یاسر، سیدنا عمرو بن عاص، جنگ جمل وصفین میں شہید ہونے اور کرنے والے، اسی طرح ان جنگوں سے دور رہنے والے مثلا سیدنا اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر اور مہاجرین وانصار سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر رحمت کی دعا کی جائے۔ نیز ہم شہادت دیتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قطعی جنتی ہیں۔(الحُجّة في بَيان المَحَجّة : 2/281-282)

تنبیہ: سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَّا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَّلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

''نبی کریم ﷺ کا میرے ساتھ معاہدہ تھا کہ میرے ساتھ صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق بغض رکھے گا۔''(صحیح مسلم : ۷۸)

صحابہ اور ائمہ اہل سنت نے یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر

فٹ نہیں کی! اور نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی بنا پر انہیں برا بھلا کہا، بلکہ دونوں سے محبت ومودت کا اظہار کیا، ترحم اور استغفار کو اپنا شعار و دِثار بنایا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ : أَنَّ حُبَّ عَلِيٍّ مِّنَ الْإِيْمَانِ، وَبُغْضَهُ مِنَ النِّفَاقِ، فَالْإِيْمَانُ ذُو شُعَبٍ، وَّكَذَالِكَ النِّفَاقُ يَتَشَعَّبُ، فَلَا يَقُوْلُ عَاقِلٌ : إِنَّ مُجَرَّدَ حُبِّهٖ يَصِيرُ الرَّجُلُ بِهٖ مُؤْمِناً مُّطْلَقاً، وَّلَا بِمُجَرَّدِ بُغْضِهٖ يصيرُ بِهِ الْمُوَحِّدُ مُنَافِقاً خَالِصًا، فَمَنْ أَحَبَّهُ وَأَبْغَضَ أَبَا بَكْرٍ، كَانَ فِي مَنْزِلَةِ مَنْ أَبْغَضَهُ، وَأَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ، فَبُغْضُهُمَا ضَلَالٌ وَّنِفَاقٌ، وَّحُبُّهُمَا هُدًى وَّإِيْمَانٌ .

''اس حدیث کا مفہوم ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان اور ان سے بغض نفاق ہے۔ ایمان کے کئی شعبے ہیں، اسی طرح نفاق کے بھی کئی شعبے ہیں، لہٰذا کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت سے بندہ کامل مومن بن جاتا ہے اور ان سے بغض رکھنے سے موحد آدمی ٹھوس منافق بن جاتا ہے۔ جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا، وہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کا دم بھرنے والوں جیسا ہے۔ دونوں سے بغض ضلالت اور نفاق ہے اور دونوں سے محبت ہدایت اور عین ایمان ہے۔''

(سیر أعلام النّبلاء : 510/12)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلٰى خَالِدٍ لِّيَقْبِضَ الْخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَّقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ : أَلَا تَرٰى إِلٰى هٰذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ : يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهٗ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف خمس وصول کرنے بھیجا۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، کیوں کہ وہ (مال خمس میں سے ایک لونڈی لے کر اس سے جماع کرنے کے بعد) غسل کر چکے تھے۔ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: علی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں۔ ہم مدینہ آئے، تو میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بریدہ! آپ علی سے بغض رکھتے ہیں، عرض کیا: جی، ہاں، فرمایا: بغض نہ رکھیں، ان کا حصہ تو خمس میں اس سے بھی زیادہ ہے۔''

(صحيح البخاري : 4350)

بہ تقاضائے بشریت کسی کے بارے میں دل میں ناراضی اور غم وغصہ آ جاتا ہے، جیسے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے دل میں آ گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ناراضی دور کرنے کا کہا۔ ان پر کوئی فتویٰ نہیں لگا، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ برتاؤ اجتہاد کی بنا پر تھا، جس میں

آپ خطا کار ٹھہرے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے قطعا ثابت نہیں کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رنجیدہ ہوں، وہ ایک اجتہاد پر تھے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اوران کی جماعت اجتہاد پر تھی۔ مشاجرات صحابہ کے مسئلہ میں اہل سنت والجماعت راہ اعتدال اورراہ حق پر ہیں۔ وہ نہ تو روافض اورمعتزلہ کی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں، نہ ہی نواصب کی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اہانت کے مرتکب ہیں، نہ ہی خوارج کی طرح سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں سے بیزار۔

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

فَأَمَّا مَا جَرٰى مِنْ عَلِيٍّ وَّالزُّبَيرِ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَإِنَّمَا كَانَ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَّعَلِيٌّ الْإِمَامُ، وَكُلُّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْإِجْتِهَادِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَالشَّهَادَةِ، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ كَانُوا عَلٰى حَقٍّ فِي اجْتِهَادِهِمْ، وَكَذٰلِكَ مَا جَرٰى بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ وَّمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَدَلَّ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ .

''سیدنا علی، سیدنا زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے تنازع میں تاویل اور اجتہاد کی گنجائش ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو خلیفہ تھے، باقی سب بھی مجتہد تھے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت اور شہادت کی گواہی دی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب اپنے اجتہاد میں حق پر

تھے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے اختلافات ہیں، یہ بھی تاویل واجتہاد کی گنجائش رکھتے ہیں۔''

(الإنانة عن أصول الدّيانة، ص 260)

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ طَرِيقُهُمْ فِيهَا الْحَقُّ وَالْاِجْتِهَادُ وَلَمْ يكُونُوا فِي مَحَارَبَتِهِمْ لِغَرَضٍ دُنَيْوِيٍّ أَوْ لِإِيثَارِ بَاطِلٍ أَوْ لِاسْتِشْعَارِ حَقْدٍ كَمَا قَدْ يَتَوهَّمُهُ مُتَوَهِّمٌ وَيَنْزِعُ إِلَيْهِ مُلْحِدٌ .

''وہ حق اور اجتہاد کے رستے پر تھے اور ان کا قتال کسی دنیوی مقصد کے لیے تھا، نہ باطل کو بھڑکانے کے لیے اور نہ ہی دلی بغض کی وجہ سے تھا، جیسا کہ وہم ڈالنے والے وہم ڈالتے ہیں اور ملحد چکمہ دیتے ہیں۔''

(تاريخ ابن خلدون :257/1)

② عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ، ثُمَّ أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا، ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي، ثُمَّ قَالَ : مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ : كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَّأَجْوَدَهُ ثَغْرًا، وَّمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ، أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي .

”میں اور میرے والد گرامی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ہمیں قالین پر بٹھایا، ہمیں کھانا پیش کیا گیا، ہم نے کھایا، پھر کوئی مشروب لایا گیا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور میرے ابو کو تھما دیا اور فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا، میں نے کبھی نہیں پیا، مزید فرمایا: میں قریش میں سب سے زیادہ خوب صورت اور کھاتا پیتا نوجوان تھا اور جو لذت مجھے تب آتی تھی، آج نصیب نہیں ہوتی، سوائے دودھ سے اور کسی انسان کی اچھی باتیں سننے سے۔“

(مسند الإمام أحمد : 26/38)

سند ”ضعیف“ ہے۔ عبد اللہ بن بریدہ سے حسین بن واقد کی روایت ”منکر“ ہوتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِي رَوٰى عَنهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا أَنْكَرَهَا !.

”عبد اللہ بن بریدہ کی وہ روایات، جو اس سے حسین بن واقد بیان کرتا ہے، کس قدر منکر ہیں!“

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية ابنه عبد اللّٰه : 1420)

یہ جرح مفسر ہے، جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔

③ عبد الرحمٰن بن عبد رب الکعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے کہا:

هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ، يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللّٰهُ يَقُولُ: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء: ٢٩) قَالَ: فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ.

''آپ کے چچازاد معاویہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم باطل ذرائع سے ایک دوسرے کا مال کھائیں اور خود کو ہلاکت میں ڈال دیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾(النساء: ٢٩)''اہل ایمان! ایک دوسرے کا مال باطل ذرائع سے نہ کھاؤ، ہاں باہمی مفاہمت سے تجارت ہو تو الگ بات ہے۔ نیز خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔''عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما دم بخود ہو گئے، پھر فرمایا: اگر وہ اللہ کی اطاعت کا کہیں، تو بجا آوری کریں اور اگر گناہ کا کہیں، تو ان کی بات مت مانیں۔''(صحیح مسلم: 1844)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

مَا ذَكَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُّعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِغْيَاءٌ فِي الْكَلَامِ عَلٰى حَسْبِ ظَنِّهٖ، وَتَأْوِيلِهٖ، وَإِلَّا فَمُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَمْ يُعْرَفْ مِنْ حَالِهٖ، وَلَا مِنْ سِيْرَتِهٖ شَيْءٌ مِّمَّا قَالَ لَهٗ، وَإِنَّمَا هٰذَا كَمَا قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ : إِنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُصَدِّقِينَ يَظْلِمُونَنَا، فَسَمَّوا أَخْذَ الصَّدَقَةِ ظُلْمًا، حَسْبَ مَا وَقَعَ لَهُمْ .

''عبدالرحمٰن بن عبدرب کعبہ رحمہ اللہ نے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کیا ہے، وہ ان کے گمان اور تاویل کے مطابق کلام کی انتہا ہے، ورنہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ایسی بات نہیں ملتی، جو عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے دیہاتی کہتے ہیں : کچھ صدقہ وصول کرنے والوں نے ہم سے زیادتی کی۔ انہوں نے اپنے مطابق صدقہ وصول کرنے کو ظلم کا نام دے دیا۔''

(المُفْهِم لما أَشْكَلَ من تلخيص صحيح مسلم : 53/4)

④ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهٗ إِلَى النَّارِ .

''عمار کی کیا بات ہے! انہیں باغی گروہ قتل کرے گا، وہ انہیں جنت کی

طرف بلائیں گے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں آگ کی طرف بلائے گا۔“

(صحيح البخاري : 447، صحيح مسلم : 2915)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

إِنْ قِيلَ : كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّينَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ فَالْجَوَابُ أَنَّهُمْ كَانُوا ظَانِّينَ أَنَّهُمْ يَدْعُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ مُجْتَهِدُونَ لَا لَوْمَ عَلَيْهِمْ فِي اتِّبَاعِ ظُنُونِهِمْ فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلٰى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَالِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَّدْعُوهُمْ إِلٰى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ إِذْ ذَاكَ، وَكَانُوا هُمْ يَدْعُونَ إِلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ لٰكِنَّهُمْ مَعْذُورُونَ لِلتَّأْوِيلِ الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ .

”اگر کوئی کہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا قتل جنگ صفین میں ہوا، آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور قتل کرنے والے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ آپ کے ساتھ صحابہ کی جماعت تھی، تو ان کے متعلق یہ کہنا کیسے جائز ہوگا کہ وہ اسے جہنم کی طرف بلائیں گے؟ جواب یہ ہے کہ وہ انہیں اپنے گمان کے مطابق جنت کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ مجتہد ہیں، انہیں اپنے گمان کی اتباع میں ملامت نہیں کی جا سکتی، لہٰذا جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے سبب کی طرف بلانا ہے، جو کہ امام حق کی اطاعت و

فرماں برداری ہے۔ اسی طرح عمار رضی اللہ عنہ انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلاتے تھے، جو کہ امام وقت اور واجب الاطاعت تھے، جب کہ معاویہ اور آپ کے ساتھی انہیں دوسری طرف بلاتے تھے، لیکن وہ اپنے اجتہاد میں معذور ہیں، کیوں کہ ان کے پیش نظر کوئی تاویل تھی۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري :542/1)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے اسلام کی شہادت دی۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔''(صحيح البخاري : 2704)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا نَذْكُرُ أَحداً مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ، وَّنترَضّٰى عَنْهُم، وَنَقُوْلُ : هُمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَغَتْ عَلَى الْإِمَامِ عَلِيٍّ، وَذٰلِكَ بِنصِّ قَوْلِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِعَمَّارٍ : تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَنَسَأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَرْضٰى عَنِ الْجَمِيْعِ، وَأَلَّا يَجْعَلَنَا مِمَّنْ فِي قَلْبِهٖ غِلٌّ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، وَلَا نَرْتَابُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِمَّنْ حَارَبَهٗ، وَأَنَّهٗ أَوْلٰى بِالْحَقِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''ہم ہر صحابی کا ذکرِ خیر کرتے ہیں اور ان سے راضی ہیں اور کہتے ہیں: وہ (شیعان معاویہ) مومنوں کا ہی ایک گروہ ہیں، جس نے امام وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بغاوت کی۔ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے یہ فرمان ہے: ''آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔''

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان سب سے راضی ہو اور ہمیں ان میں سے نہ بنائے، جن کے دل میں مومنوں کے لیے کینہ ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان سے افضل ہیں، جنہوں نے آپ سے لڑائی کی اور آپ حق کے زیادہ قریب تھے۔''(سير أعلام النّبلاء وطبقات الأصفياء: 210/8)

باغی گروہ:

باغی دو طرح کا ہوتا ہے۔

① امام حق کے خلاف خروج کرنے والا اور اس کی خلافت کا منکر۔

② اجتہادی خطا کی بنا پر امام حق کے خلاف کسی مسئلہ میں لڑنے والا۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، وہ لعنت کا مستحق ہوگا، نہ ظالم یا فاسق، بلکہ مؤول ماجور ہے۔ تبھی تو سیدنا حسن نے سیدنا معاویہ سے صلح کر لی تھی، اگر حقیقی باغی ہوتے، تو ان سے صلح کا کیا مطلب تھا، ان سے تو لڑنا ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَ تْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ

وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾(الحجرات : ٩)

''مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔ جب مائل ہو جائے، تو عدل کے ساتھ ان کی صلح کرا دیں اور انصاف کریں، کیوں کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔''

قرآن نے بغاوت کے باوجود دونوں گروہوں کو مومن کہا ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔''(صحيح البخاري : 2704)

تابعی کبیر (مخضرم) نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ أَوْ أَنْتَ مِثْلُهٗ قَالَ : لَا، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهٗ أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُومًا وَّأَنَا ابْنُ عَمِّهٖ وَوَلِيُّهٗ أَطْلُبُ بِدَمِهٖ فَأْتُوا عَلِيًّا فَقُولُوا لَهٗ : يَدْفَعُ لَنَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ، فَأَتَوْهُ فَكَلَّمُوهُ فَقَالَ : يَدْخُلُ فِي الْبَيْعَةِ وَيُحَاكِمُهُمْ إِلَيَّ فَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ

فَسَارَ عَلِيٌّ فِي الْجُيُوشِ مِنَ الْعِرَاقِ حَتّٰى نَزَلَ بِصِفِّينَ وَسَارَ مُعَاوِيَةُ حَتّٰى نَزَلَ هُنَاكَ وَذٰلِكَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَّثَلَاثِينَ فَتَرَاسَلُوا فَلَمْ يَتِمَّ لَهُمْ أَمْرٌ فَوَقَعَ الْقِتَالُ .

''آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننا چاہتے ہیں یا خود کو ان کے برابر خیال کرتے ہیں؟ فرمایا: نہیں نہیں، میں جانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے کہیں افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ مستحق ہیں، لیکن آپ نہیں جانتے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کتنی بے دردی سے شہید کر دیئے گئے؟ میں ان کا چچا زاد اور ولی ہونے کے ناطے قصاص کا مطالبہ کرتا ہوں، آپ علی رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ قاتلین عثمان ہمارے حوالے کر دیں، میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بات کی، آپ نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت کر لیں اور مقدمہ دائر کروائیں، لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عراق سے لشکر کی کمان کرتے ہوئے صفین پہنچے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے، یہ ذو الحجہ سن ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ آپس میں خط و کتابت جاری رہی، لیکن کوئی معاملہ طے نہ پایا۔ بالآخر جنگ شروع ہو گئی۔''

(فتح الباري لابن حجر: 86/13، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِيءُ إِذَا قَاتَلَ عَلٰى مَا يَرٰى أَنَّهُ الْحَقُّ قَاصِدًا

إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى نِيَّتَهٗ غَيْرَ عَالِمٍ بِأَنَّهٗ مُخْطِيءٌ فَهُوَ بَاعِثُهٗ وَإِنْ كَانَ مَأْجُورٌ أَوْ لَا حَدَّ عَلَيْهِ إِذَا تَرَكَ الْقَاتِلَ وَلَا قَوَدَ وَأَمَّا إِذَا قَاتَلَ وَهُوَ يَدْرِي أَنَّهٗ مُخْطِيءٌ فَهٰذَا الْمُحَارِبُ تَلْزَمُهُ الْمُحَارَبَةُ وَالْقَوَدُ وَهٰذَا يُفَسَّقُ وَيَخْرُجُ لَا الْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِيءُ وَبَيَان ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ : ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾، فَهٰذَا نَصُّ قَوْلِنَا دُونَ تَكَلُّفِ تَأْوِيلٍ وَّلَا زَوَالٍ عَنْ مُّوجِبِ ظَاهِرِ الْآيَةِ وَقَدْ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُؤْمِنِينَ بَاغِينَ بَعْضُهُمْ إِخْوَةُ بَعْضٍ فِي حِيْنَ تُقَاتِلُهُمْ وَأَهْلُ الْعَدْلِ الْمَبْغِي عَلَيْهِمْ وَالْمَأْمُورِينَ بِالْإِصْلَاحِ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ يَصِفْهُمْ عَزَّ وَجَلَّ بِفِسْقٍ مِّنْ أَجْلِ ذٰلِكَ التَّقَاتُلِ وَلَا يَنْقُصُ إِيمَانٌ وَّإِنَّمَا هُمْ مُخْطِئُونَ بَاغُونَ وَلَا يُرِيدُ وَاحِدًا مِّنْهُمْ قَتْلَ آخَرَ .

''مجتہد خطا کار جب لڑے اور وہ خود کو حق پر سمجھتا ہو، اپنی نیت اللہ کے سپرد کرتا ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ خطا کار ہے، بس یہی چیز اسے لڑنے پر آمادہ کرتی ہے، گو وہ ماجور اور قصاص سے مامون ہوگا، نیز اس پر دیت

نہیں ہوگی، اگر قتال چھوڑ دے۔ اگر اپنی غلطی جانتے ہوئے قتال کرے، تو ایسا شخص حربی ہوگا اور اسے قتال اور قصاص لازم آئے گا۔ ایسا شخص فاسق و فاجر ہے، مجتہد و خطا کار نہیں ہے۔ اس کی وضاحت فرمان باری تعالیٰ سے ہوتی ہے: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ (الحجرات: ۹) ''مومنوں کے دو گروہ جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔'' پھر فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ، فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ ''بلا شبہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، ان میں صلح صفائی کروا دیا کریں۔'' یہ بغیر کسی تاویل کے ہمارے موقف پر دلیل ہے اور اسے ظاہری معنی سے پھیرنے والا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔ اللہ نے حالت قتال میں انہیں مومن باغی کہا ہے اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے بھائی بھی قرار دیا ہے۔ نیز ان باغیوں کو عادل اور صالح کہا ہے۔ اللہ نے انہیں آپس کی اس لڑائی کی بنا پر فاسق و فاجر نہیں کہا اور نہ ہی ان کے ایمان میں کمی واقع ہوئی۔ یہ تو خطا کار ہیں، جو بغاوت پر اتر آئے، ان میں کسی کا بھی دوسرے کو قتل کرنے کا قطعاً ارادہ نہ تھا۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 4/125)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَا إِذَا كَانَ الْبَاغِي مُجْتَهِدًا وَّمُتَأَوِّلًا، وَّلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهٗ أَنَّهٗ بَاغٍ، بَلِ اعْتَقَدَ أَنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُخْطِئًا فِي اعْتِقَادِهٖ: لَمْ تَكُنْ تَسْمِيَتُهٗ «بَاغِيًا» مُوجِبَةً لِّإِثْمِهٖ، فَضْلًا عَنْ أَنْ تُوجِبَ فِسْقَهٗ، وَالَّذِينَ يَقُولُونَ بِقِتَالِ الْبُغَاةِ الْمُتَأَوِّلِينَ؛ يَقُولُونَ: مَعَ الْأَمْرِ بِقِتَالِهِمْ قِتَالُنَا لَهُمْ لِدَفْعِ ضَرَرِ بَغْيِهِمْ؛ لَا عُقُوبَةً لَّهُمْ؛ بَلْ لِلْمَنْعِ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَقُولُونَ: إِنَّهُمْ بَاقُونَ عَلَى الْعَدَالَةِ؛ لَا يُفَسَّقُونَ، وَيَقُولُونَ: هُمْ كَغَيْرِ الْمُكَلَّفِ، كَمَا يُمْنَعُ الصَّبِيُّ وَالْمَجْنُونُ وَالنَّاسِي وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَالنَّائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ أَنْ لَّا يَصْدُرَ مِنْهُمْ؛ بَلْ تُمْنَعُ الْبَهَائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَجِبُ علٰى مَنْ قُتِلَ مُؤْمِنًا خَطَأً الدِّيَةُ بِنَصِّ الْقُرْآنِ مَعَ أَنَّهٗ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِك.

''باغی جب مجتہد اور متاول ہو، اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ غلطی کر رہا ہے، بلکہ خود کو حق پر سمجھے، نیز یہ غلطی اعتقادی ہی کیوں نہ ہو، اسے باغی نام دینے سے اس کا گناہ گار ہونا لازم نہیں آتا، چہ جائیکہ اسے فاسق کہا جائے۔ جن حضرات نے باغی متاولین سے قتال کا کہا ہے، انہوں نے قتال کا حکم دینے کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا ان سے قتال ان کے

بغاوت کے نقصان کو دور کرنے کے لیے ہے، نہ کہ بہ طور سزا، بلکہ دشمن سے دفاع کرتے ہوئے اور بس۔ محدثین کہتے ہیں کہ ان کی عدالت باقی ہے، انہیں فاسق نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ یہ غیر مکلّف کی طرح ہے، جیسے بچے، پاگل دیوانے، بھلکڑ، بے ہوش اور سوئے ہوئے کو سرکشی سے روکا جاتا ہے، بلکہ جانوروں کو بھی سرکشی سے روکا جاتا ہے۔ نیز قرآنی نص کے مطابق کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دینے والے پر دیت لازم ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود اس پر گناہ نہیں۔'' (مجموع الفتاویٰ: 7635)

نیز لکھتے ہیں:

الْبَاغِي قَدْ يَكُونُ مُتَأَوِّلًا مُّعْتَقِدًا أَنَّهٗ عَلٰى حَقٍّ، وَّقَدْ يَكُونُ مُتَعَمِّدًا يَّعْلَمُ أَنَّهٗ بَاغٍ، وَقَدْ يَكُونُ بَغْيُهٗ مُرَكَّبًا مِّنْ شُبْهَةٍ وَّشَهْوَةٍ، وَّهُوَ الْغَالِبُ.

وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيرٍ فَهٰذَا لَا يَقْدَحُ فِيمَا عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ، فَإِنَّهُمْ لَا يُنَزِّهُونَ مُعَاوِيَةَ وَلَا مَنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ مِنَ الذُّنُوبِ، فَضْلًا عَنْ تَنْزِيهِهِمْ عَنِ الْخَطَأِ فِي الْاِجْتِهَادِ، بَلْ يَقُولُونَ: إِنَّ الذُّنُوبَ لَهَا أَسْبَابٌ تَدْفَعُ عُقُوبَتَهَا مِنَ التَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

''باغی کبھی تاویل کرتا ہے اور خود کو حق پر سمجھتا ہے اور کبھی دیدہ دانستہ ایسا کرتا ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ وہ بغاوت کر رہا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ

اس کی بغاوت شبہ اور شہوت کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جیسا بھی سمجھ لیا جائے، اس سے اہل سنت کے مؤقف پر آنچ نہیں آتی، کیوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں یا ان سے بھی افضل صحابی، اہل سنت کسی کو گناہوں سے منزہ نہیں سمجھتے، چہ جائیکہ اجتہادی خطا سے منزہ سمجھتے ہوں، بلکہ اہل سنت تو کہتے ہیں: ان گناہوں سے توبہ، استغفار، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں اور گناہوں کو معاف کر دینے والی مصیبتیں وغیرہ ایسے اسباب موجود ہیں، جو ان کی سزا کو ختم کر دیتے ہیں۔'' (منهاج السّنة: 385/4)

نیز فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّهٗ لَا تَفْسُقُ وَاحِدَةٌ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ، وَإِنْ قَالُوا فِي إِحْدَاهُمَا: إِنَّهُمْ كَانُوا بُغَاةً؛ لِّأَنَّهُمْ كَانُوا مُتَأَوِّلِينَ مُجْتَهِدِينَ، وَالْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِیءُ لَا يُكَفَّرُ وَلَا يُفَسَّقُ، وَإِنْ تَعَمَّدَ الْبَغْيَ فَهُوَ ذَنْبٌ مِّنَ الذُّنُوبِ، وَالذُّنُوبُ يُرْفَعُ عِقَابُهَا بِأَسْبَابٍ مُّتَعَدِّدَةٍ: كَالتَّوْبَةِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَشَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدُعَاءِ الْمُؤْمِنِينَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ.

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ کسی گروہ کو فاسق نہیں کہہ سکتے، گو ایک کو باغی کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ ان کے مؤقف میں تاویل واجتہاد کی گنجائش ہے، مجتہد خطا کار کو نہ کافر کہا جا سکتا ہے، نہ فاسق۔ اگر بغاوت جان بوجھ کر ہو،

تو یہ گناہ ہے، جن کے اثرات مختلف اسباب سے زائل ہو جائیں گے، مثلاً توبہ، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں، گناہوں کا کفارہ بننے والی مصائب، نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور مومنین کی دعائیں وغیرہ۔''

(منهاج السّنة النّبوية في نقض كلام الشّيعة والقدريّة : 394/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ كَانَ عَلِيٌّ أَحَقَّ بِالْأَمْرِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ تَسْمِيَةِ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ بُغَاةً تَكْفِيرُهُمْ كَمَا يُحَاوِلُهُ جَهَلَةُ الْفِرْقَةِ الضَّالَّةِ مِنَ الشِّيعَةِ وَغَيْرِهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا بُغَاةً فِي نَفْسِ الْأَمْرِ فَإِنَّهُمْ كَانُوا مُجْتَهِدِينَ فِيمَا تَعَاطَوْهُ مِنَ الْقِتَالِ وَلَيْسَ كُلُّ مُجْتَهِدٍ مُّصِيبًا بَلِ الْمُصِيبُ لَهُ أَجْرَانِ وَالْمُخْطِىءُ لَهُ أَجْرٌ.

''معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ اصحاب معاویہ پر باغی کا لفظ بولنے سے ان کا کافر ہونا لازم نہیں آتا، جیسا کہ بعض گمراہ، جاہل شیعہ وغیرہ نے کہا ہے، کیوں کہ اگر چہ وہ باغی تھے، لیکن اپنی لڑائی میں مجتہد تھے۔ ہر مجتہد درست نہیں ہوتا، بلکہ درست کو دوہرا اور غلطی کرنے والے کو اکہرا اجر ملتا ہے۔'' (البداية والنّهاية : 218/3)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُنْكِرْ مُعَاوِيَةُ قَطُّ فَضْلَ عَلِيٍّ وَّاسْتِحْقَاقَهُ الْخِلَافَةَ لٰكِنِ

اجْتِهَادُهٗ أَدَّاهُ إِلٰى أَنْ رَّأٰى تَقْدِيمَ أَخْذِ الْقَوَدِ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْبَيْعَةِ وَرَأٰى نَفْسَهٗ أَحَقَّ بِطَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کے خلیفہ برحق ہونے کا انکار نہیں کیا، لیکن آپ نے اجتہاداً یہ سمجھا کہ قاتلین عثمان کا قصاص لینا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے مقدم ہے، نیز آپ خود کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 124/4)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے جنگ اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ آپ کا خیال تھا کہ ہماری سیدنا عثمان سے قریبی رشتہ داری ہے، لہٰذا ہم ہی قصاص عثمان کے زیادہ حق دار ہیں، لیکن معاملہ طے پانے کے بجائے قتال کی شکل اختیار کر گیا۔ اس سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مابین لڑائی کا سبب بھی قصاص عثمان ہی تھا۔ اس وقت بھی معاملہ الجھا اور لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ بعینہٖ ایک جیسا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے معذرت کر لی تھی، آپ روئیں، دوپٹہ تر ہو گیا، تو یہ بات صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

بِهٰذَا قَطَعْنَا عَلٰى صَوَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصِحَّةِ أَمَامَتِهٖ وَأَنَّهٗ صَاحِبُ الْحَقِّ وَإِنَّ لَهٗ أَجْرَيْنِ أَجْرَ الْاِجْتِهَادِ وَأَجْرَ الْإِصَابَةِ

وَقَطَعْنَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ مَعَهٗ مُخْطِئُونَ مُجْتَهِدُونَ مَأْجُورُونَ أَجْرًا وَّاحِدًا .

''اس بنا پر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے، آپ کی امامت حق تھی، حق پر تھے اور انہیں دوہرا اجر تھا، ایک اجتہاد کا اجر اور دوسرا درستی کا اجر۔ نیز ہم بانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہم نوا خطا پر تھے اور مجتہد تھے، انہیں ایک اجر ملا۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 125/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ إِذْ قَدْ وَقَعَ الْأَمْرُ طَبْقَ مَا أَخْبَرَ بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَفِيهِ الْحُكْمُ بِإِسْلَامِ الطَّائِفَتَيْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ، لَا كَمَا يَزْعَمُهٗ فِرْقَةُ الرَّافِضَةِ وَالْجَهَلَةِ الطَّغَامِ، مِنْ تَكْفِيرِهِمْ أَهْلَ الشَّامِ، وَفِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيبُ وَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا، وَّهُوَ مَأْجُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَلٰكِنْ عَلِيٌّ هُوَ الْإِمَامُ فَلَهٗ أَجْرَانِ .

''یہ حدیث نبوت کے دلائل میں سے ہے، کیوں کہ واقعہ ایسے ہی ہوا، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ اہل شام اور اہل عراق دونوں گروہوں کو مسلمان کہا جائے، نہ کہ جیسے رافضی اور بے عقل

جہلا اہل شام کی تکفیر کرتے ہیں، نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق کے زیادہ قریب ہیں۔ اہل سنت کا مذہب بھی یہی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مصیب تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، جو کہ ان شاء اللہ ماجور ہیں، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے، لہٰذا آپ کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

(البداية والنّهاية: 279/7)

سوال یہ ہے کہ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صریح غلطی پر تھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت سے پیچھے کیوں رہی؟ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ واقعتاً برسر بغاوت تھے، تو صحابہ نے ان کے ساتھ قتال کیوں نہ کیا؟ حالاں کہ قرآنی حکم کے مطابق باغی سے قتال ہے۔؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت نہیں۔ نہ ہی آپ نے کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ ایک روایت سے استدلال کیا جاتا ہے، لیکن وہ استدلال درست نہیں، روایت یہ ہے۔

عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

أَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهٗ، خَلَّفَهٗ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُّوسٰى؟ إِلَّا أَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهٗ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ : لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ قَالَ : فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ : ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهٖ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهٖ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾(آل عمران : ٦١) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ : اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور پوچھا: آپ کی سیدنا ابوتراب (علی) رضی اللہ عنہ کو گالی نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگے: میں تو اس لیے گالی نہیں دیتا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرامین گرامی یاد ہیں، جو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمائے تھے، ہر فرمان مجھے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ میں نے خود سنا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کسی غزوہ میں پیچھے چھوڑ دیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ

کے رسول! آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا میرے ہاں وہی مقام ہو، جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا؟ البتہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خیبر والے دن فرماتے سنا: کل میں جنگ کا جھنڈا اس کے حوالے کروں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہو۔ ہم اس کی طمع کرنے لگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی کو میرے پاس لائیں، انہیں لایا گیا، آپ آشوبِ چشم کا شکار ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دھن لگایا اور جھنڈا تھما دیا۔ اللہ نے آپ کے ہاتھوں فتح بھی عطا فرمائی اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ (آل عمران: ٦١) ”فرما دیجئے، آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ......“ رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔“ (صحیح مسلم: 2404)

سب (گالی) کی تعریف:

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْكَلَامُ الَّذِي يُقْصَدُ بِهِ الْإِنْتِقَاصُ وَالْإِسْتِخْفَافُ وَهُوَ مَا يُفْهَمُ مِنَ السَّبِّ بِعُقُولِ النَّاسِ عَلَى اخْتِلَافِ اعْتِقَادَاتِهِمْ،

كَاللَّعْنِ وَالتَّقْبِيحِ، وَنَحْوِهِمَا .

''سب (گالی) سے مراد ایسا کلام ہے، جس سے کسی کی شان میں (ادنی) تنقیص مقصود ہو۔ اس کا مفہوم لوگوں کے اعتقادات کے لحاظ سے مختلف ہوگا، مثلا کسی کو لعین یا قبیح وغیرہ قرار دینا۔''

(الصّارم المسلول على شاتم الرّسول ص 561)

واضح رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو قبیح گالیاں نہیں دیتے تھے۔ جن صحابہ جیسا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت ہے، اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اجتہاد میں خطا کار قرار دینا، ان کی رائے سے اختلاف رکھنا یا ان کے معاملہ کو غلط قرار دینا، مراد ہے۔

سب (گالی) کا ہر جگہ ایک معنی نہیں ہوتا، کسی کو برا بھلا کہنا بھی گالی ہے، مثلاً:

① عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ . ''آئیں اور کفار مکہ کو برا بھلا کہنے لگیں۔''

(صحيح البخاري : 520، صحيح مسلم : ١٧٩٤)

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ . ''آئیں اور انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔''

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَّا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهٗ.

''سیدنا خالد بن ولید اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان تنازع ہوا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو نامناسب جملہ کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی صحابی پر طعن و تشنیع مت کریں، آپ احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کریں اور وہ مٹھی بھر جو خرچ کریں، اجر ان کا زیادہ ہوگا۔'' (صحيح البخاري: ٣٦٧٣ و صحيح مسلم: ٢٥٤١ واللّفظ لهٗ)

③ **سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:**

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيِّبِ تُزَفْزِفِينَ؟ قَالَتِ: الْحُمّٰى، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، فَقَالَ: لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب یا ام مسیّب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ام سائب یا ام مسیّب! کانپ کیوں رہی ہیں؟ کہنے لگی: بخار ہے، اللہ اسے غارت کرے۔ فرمایا: بخار کو برا نہ کہیے، یہ تو انسان کے گناہوں کو یوں ختم کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔''

(صحيح مسلم: 2575)

اگر کوئی کہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتے تھے، تو عرض ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین جنگیں تک ہو گئیں اور یہ گناہ معاف ہو گیا، ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا تو انتہائی کم تر گناہ ہے، یہ تو بالاولیٰ معاف ہیں۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُ مُعَاوِيَةَ هٰذَا لَيْسَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّهٗ أَمَرَ سَعْدًا بِسَبِّهٖ وَإِنَّمَا سَأَلَهٗ عَنِ السَّبَبِ الْمَانِعِ لَهٗ مِنَ السَّبِّ كَأَنَّهٗ يَقُولُ هَلِ امْتَنَعْتَ تَوَرُّعًا أَوْ خَوْفًا أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ تَوَرُّعًا وَّإِجْلَالًا لَّهٗ عَنِ السَّبِ فَأَنْتَ مُصِيبٌ مُّحْسِنٌ، وَإِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ فَلَهٗ جَوَابٌ آخَرُ ولَعَلَّ سَعْدًا قَدْ كَانَ فِي طَائِفَةٍ يَّسُبُّونَ فَلَمْ يَسُبَّ مَعَهُمْ وَعَجَزَ عَنِ الْإِنْكَارِ وَأَنْكَرَ عَلَيْهِمْ فَسَأَلَهٗ هٰذَا السُّؤَالَ قَالُوا: وَيَحْتَمِلُ تَأْوِيلًا آخَرَ أَنَّ مَعْنَاهُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخَطِّئَهٗ فِي رَأْيِهٖ وَاجْتِهَادِهٖ وَتُظْهِرَ لِلنَّاسِ حُسْنَ رَأْيِنَا وَاجْتِهَادِنَا وَأَنَّهٗ أَخْطَأَ قَوْلُهٗ.

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہیں بھی صراحت نہیں کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا حکم دیا ہو، بلکہ آپ نے تو صرف یہ معلوم کرنا چاہا کہ ان کی گالیاں نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ گویا آپ یہ پوچھنا چاہتے ہوں کہ کیا آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہیں دیتے، وجہ کیا ہے، عزت

وعظمت کا لحاظ، خوف یا کوئی اور؟ اگر تو آپ کو گالیاں دینے سے مانع تقویٰ وورع اور شان وعظمت ہے، تو آپ حق بجانب ہیں اور اگر کوئی اور سبب ہے، تو کوئی اور جواب ہوگا۔ عین ممکن ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ اس گروہ میں ہوں، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرتے تھے اور سعد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہونے کے باوجود گالی نہ دیتے ہوں اور ان پر رد بھی نہ کر سکتے ہوں، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے شاتمین علی پر رد کرتے ہوئے سعد رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا۔ شارحین کہتے ہیں: اس کا ایک معنی یہ ہوسکتا ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور رائے کو غلط قرار کیوں نہیں دیتے اور یہ بیان کیوں نہیں کرتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد صحیح ہے اور ان سے غلطی ہو رہی ہے؟''

(شرح صحیح مسلم: 5/175-176)

علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا لَيْسَ بِتَصْرِيحٍ بِالسَّبِّ، وَإِنَّمَا هُوَ سُؤَالٌ عَنْ سَبَبِ امْتِنَاعِهِ لِيَسْتَخْرِجَ مَا عِنْدَهٗ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ مِنْ نَقِيضِهٖ، كَمَا قَدْ ظَهَرَ مِنْ جَوَابِهٖ، وَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةُ سَكَتَ وَأَذْعَنَ، وَعَرَفَ الْحَقَّ لِمُسْتَحِقِّهٖ.

''یہ گالی کی صراحت نہیں ہے، بلکہ یہاں تو فقط گالی نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی ہے، تاکہ معاویہ رضی اللہ عنہ جان لیں کہ ان کے نزدیک گالی نہ دینے یا تنقیص نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ جیسا کہ جواب سے واضح ہے اور جب

معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جوابا فضائل علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا، تو خاموش رہے اور کان لگا کر سنا اور جان گئے کہ یہ اپنے موقف میں حق بجانب ہیں۔''

(المُفهِم لما أَشْكَل من تلخيص مسلم : 276/6)

اہل علم کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا نہیں کہا، بلکہ ان کا موقف معلوم کرنا چاہا۔

مشاجرات صحابہ یعنی جنگیں ہوں یا باہمی اختلاف یا پھر ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا ہو، تو اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ صحابہ کے بارے میں زبان بندی کی جائے اور ان سب سے محبت کرتے ہوئے ترحم اور استغفار کی جائے۔

یہ احادیث محدثین کی ہیں، وہ ان کے مفاہیم ومطالب سے بخوبی آشنا تھے۔ اس کے باوجود وہ مشاجرات صحابہ میں زبان بندی کا کہتے ہیں۔ کسی کی طرف داری کرتے ہیں، نہ کسی سے عداوت رکھتے ہیں، بلکہ تمام صحابہ کرام کے فضائل ومناقب کے قائل ہیں، ان کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں اور دشمنان صحابہ کے لیے ننگی تلوار ہیں۔

تنبیہات:

① عبداللہ بن فائد اور سحیم بن حفص کہتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ : أَظْهَرَ شَتْمَ عَلِيٍّ وَتَنَقُّصَهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ : مَا أُحِبُّ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ كُلَّمَا عَتَبْتَ تَنَقَّصْتَ، وَكُلَّمَا غَضِبْتَ ضَرَبْتَ، لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَالِكَ حَاجِزٌ مِّنْ حِلْمِكَ وَلَا تَجَاوُزٌ بِعَفْوِكَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی گلوچ اور تنقیص کا اظہار کیا، سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً خط لکھا: امیر المومنین! مجھے پسند نہیں، آپ جب جرح کرتے ہیں، تو شان میں تنقیص کرتے ہیں اور جب غصے ہوتے ہیں، تو مارتے ہیں۔ اس سب میں آپ کا حلم یا درگزری حائل نہیں ہوتی۔''

(أنساب الأشراف للبلازري: 23/5)

روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔

① عبداللہ بن فائد مجہول ہے۔

② سحیم بن حفص بھی مجہول ہے۔

③ انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

④ انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

⑤ صاحب کتاب علامہ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں ملی۔

⑥ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے لکھا ہے:

''ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں بر سر ممبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتی کہ مسجد نبوی میں ممبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ (الطبری، جلد۴، ص۱۸۸، ابن

الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۴، ج ۴، ص ۱۵۴، البدایہ، ج ۸، ص ۲۵۹، ج ۹، ص ۸۰) کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔''

(خلافت وملوکیت، ص 174)

قارئین کرام! طبری کے محولہ صفحہ پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ مودودی صاحب تو فوت ہو گئے، اب ان احباب سے اس کا حوالہ درکار ہے، جو ان کی جرأتوں کو سند جواز فراہم کرتے رہتے ہیں۔

جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے، تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ ایک صحابی پر بہتان ہے، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔

③ مزید لکھتے ہیں:

''حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آ کر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سَبِّ علي کی جگہ یہ پڑھنی شروع کردی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰)'' (خلافت وملوکیت، ص 174)

سوال یہ ہے کہ وہ کون سی غلط روایات تھیں، جنہیں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بدلا۔ کیا تحقیق اسی کا نام ہے کہ جھوٹے قصوں سے استدلال کیا جائے؟ ائمہ اہل سنت

کے منہج سے انحراف، محدثین سے خود کو بے نیاز سمجھنا اور اصحاب پاک مصطفیٰ کے بارے میں بدعقیدگی کا درس پڑھانا ہی اگر تحقیق ہے، تو معاف کیجئے گا حضور! ہمارا ایمان اس تحقیق پر مطمئن نہیں۔

یوم حساب حق ہے، ہم اپنے نامہ اعمال میں اصحاب محمد ﷺ کی تنقیص نہیں لکھوانا چاہتے، ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے نامہ اعمال میں لکھا ہو کہ یہ بندہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو منافق اور فاسق کہتا تھا۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ!

فائدہ: عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا سَعْدٌ يَّمْشِي إِذْ مَرَّ بِرَجُلٍ وَّهُوَ يَشْتِمُ عَلِيًّا، وَّطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرَ، فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ : إِنَّكَ لَتَسُبُّ قَوْمًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا سَبَقَ، وَاللّٰهِ لَتَكُفَّنَّ عَنْ سَبِّهِمِ أَوْ لَأَدْعُوَنَّ اللّٰهَ عَلَيْكَ، قَالَ : يُخَوِّفُنِي كَأَنَّهٗ نَبِيٌّ، قَالَ : فَقَالَ سَعْدٌ : أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ يَسُبُّ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنْكَ مَا سَبَقَ، فَاجْعَلْهُ الْيَوْمَ نَكَالًا، قَالَ : فَجَاءَ تْ بُخْتِيَّةٌ فَأَفْرَجَ النَّاسُ فَتَخَبَّطَتْهُ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّاسَ يَتَّبِعُونَ سَعْدًا، وَّيَقُولُونَ : اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَكَ أَبَا إِسْحَاقَ .

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے کہ ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا، جو سیدنا علی، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کر رہا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسی ہستیوں کو گالیاں دے رہے ہیں، جن کے

فضائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں؟ اللہ کی قسم! گالیوں سے باز آجاؤ، ورنہ میں آپ پر بددعا کردوں گا۔ وہ آدمی کہنے لگا: (دیکھو!) یہ مجھے ایسے ڈراتا ہے، جیسے کوئی نبی ہو۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: 'اللہ! اگر یہ فاضل شخصیات پر سب وشتم کرے، تو اسے نشانِ عبرت بنا دے۔' (یہ کہنے کی دیر تھی کہ) بختی اونٹنی آئی، لوگ بھاگ گئے اور اونٹنی نے اس آدمی کو روند کر رکھ دیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا، وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے گئے اور کہنے لگے: ابواسحاق! (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کرلی۔'' (دلائل النّبوة للبيهقي: 6/190)

سند ''ضعیف'' ہے۔ محمد بن محمد بن الاسود ''مجہول الحال'' ہے، سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی۔

اللہ کے فضل وکرم سے ہم نے ثابت کردیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں، نہ کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ روزِ قیامت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمہ لے کر ہم اللہ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔ ان شاءاللہ!

❀❀❀❀❀❀